جذباتِ وجیہ

نعتیہ کلام

تصنیف

محدّثِ کبیر خطیبِ اعظم حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب
قادری مجددی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ



جذباتِ وجیہ

نعتیہ کلام

خطیب اعظم حضرت مولانا شاہ وجیہ الدّین احمد خاں قادری مجدّدیؒ
(متوفی: ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء) :۱۴۰۷ متوفی

ناشر

مکتبہ وزیریہ - انگوری باغ - رام پور (یوپی)

سلسلۂ مطبوعات مکتبہ وزیریہ ________ ۵

کتاب کا نام	:	جذباتِ وجیہ
مصنف	:	حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں قادری مجددیؒ
مرتب	:	مولوی مظاہر اللہ خاں وجیہی
سنہ اشاعت	:	بار اول: ۱۹۸۴ء/۱۴۰۴ھ
		بار دوم: ۱۹۹۷ء/۱۴۱۸ھ
		بار سوم: ۱۹۹۸ء/۱۴۱۹ھ
		بار چہارم: ۲۰۰۵ء/۱۴۲۵ھ
مطبع	:	
کاتب	:	حافظ رحمت علی خاں، محمد شرافت اللہ رامپوری
زیر اہتمام	:	ڈاکٹر محمد شعائر اللہ خاں وجیہی
ناشر	:	مکتبہ وزیریہ
		انگوری باغ۔ رام پور (یوپی) ۲۴۴۹۰۱
قیمت	:	بیس روپے

ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ نشر واشاعت۔ مدرسہ جامع العلوم فرقانیہ۔ رام پور

۲۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ اردو بازار، جامع مسجد۔ دہلی۔ ۶

۳۔ دانش محل۔ امیر الدولہ پارک۔ لکھنؤ۔ ۱۸

۴۔ فرقانیہ کتب خانہ۔ بدر پور ضلع کریم گنج (آسام)

۵۔ حنفیہ بک سینٹر۔ چوک مسجد۔ اورنگ آباد (مہاراشٹر)

فہرستِ مشتملات

۱	فہرستِ مشتملات	۳
۲	عرضِ مرتب	۵
۳	ابتدائیہ (از مصنف)	۷
۴	سارے عالم کا پاسباں ہے وہ (حمد)	۸
۵	الصبح بدا من طلعتہا (تضمین بر نعتِ عربی)	۹
۶	جو چمک رہا ہے چہار سو قمرِ عرب کا وہ نور ہے	۱۱
۷	تم نور ہو ظلمت کو مٹایا ہے تمھیں نے	۱۲
۸	گر رسولِ ہاشمی دیکھیں پریشانی مری	۱۳
۹	تمھاری ذات سے ہم نے خدا کی ذات پہچانی	۱۴
۱۰	چُنا ہے رب نے یہ بندے کا انتخاب نہیں	۱۵
۱۱	نورِ خدا وہ حُسنِ سراپا تمھیں تو ہو	۱۶
۱۲	پایا ہم نے اپنے نبی کو فقر پسند اور خاک نشیں	۱۷
۱۳	نبی نے طیبہ و بطحا کی ایسی کی نگہبانی	۱۸
۱۴	ہو تم اپنے مولا کے مولا تمھارا	۱۹
۱۵	ہمارے دل میں مہماں شاہِ دیں ہے	۲۰
۱۶	محمد مصطفٰی ہیں ابرِ نیساں	۲۱
۱۷	وہ رحمتِ عالم ہادیِ کُل محبوبِ خدائے برتر ہے	۲۳
۱۸	کُل جہاں معطر ہے عطرداں مدینے میں	۲۴
۱۹	بہت دُنیا میں آئے اور گئے رُشد و ہُدیٰ والے	۲۵
۲۰	ہمارا ایمان اور دیں ہے کہ کعبہ قطعاً خدا کا گھر ہے	۲۶
۲۱	ہے اک دُرجِ صدف پورا زمانہ	۲۷
۲۲	سیہ دل اور سوادِ معصیت امید افزا ہے	۲۸

۲۳	وہ سرورِ دُنیا سرورِ دیں، وہ فخرِ دو عالم حق کا امیں	۲۹
۲۴	محمد عربی کا نہ پوچھ جاہ و جلال	۳۰
۲۵	اے مُحسن کے پیکر جلوۂ حق عالم کی ضیا نورِ باری	۳۱
۲۶	فیوضِ آسمانی کو زمیں پر کون لایا ہے (مسدس)	۳۲
۲۷	اُمّت ہوں نبیِ امی کی پھر کیسے کہوں میں جاہل ہوں	۳۴
۲۸	پلائیں آبِ کوثر، جن کی یہ ادنیٰ سخاوت ہے	۳۵
۲۹	سوتے سے نہ احمد کو اُٹھایا شبِ معراج	۳۶
۳۰	سج گیا جہانِ فلک شانِ میزبانی سے	۳۷
۳۱	اے نورِ جمالِ کبریائی (نعتِ فارسی)	۳۸
۳۲	محبوبِ حق خیر البشر آں مظہرِ نورِ خدا (نعتِ فارسی)	۳۹
۳۳	انت مولائی حبیبی انت محمود المقام (نعتِ عربی)	۴۰

مدحِ قرآن

۳۴	جاں پاک ہوئی دل صاف ہوا قرآں کی لطافت کیا کہیے	۴۲
۳۵	دیا وحیِ الٰہی نے ہمیں حق پاسبانی کا	۴۳
۳۶	ہمارا عقیدہ ہے ایماں ہمارا	۴۴
۳۷	متاعِ کون و مکاں مرجعِ انام ہے یہ	۴۵
۳۸	شریعت ساز ہے سازِ طریقت کی صدا ہے یہ	۴۶
۳۹	فصاحت کا چمن ہے اور بلاغت کا گلستاں ہے	۴۷
۴۰	الٰہی ہم نے قرآں کو پڑھا ہے (مسدس)	۴۸

نظمیں

۴۱	چمن میں پھول کھلتے ہیں نظر مسرور ہوتی ہے۔ (مسدس)	۵۰
۴۲	اب نیا دور ہے ہر بات نئی بھاتی ہے (مسدس)	۵۲
۴۳	کسی کی ذات اونچی ہے کسی کی بات بھاری ہے (مخمس)	۵۴
۴۴	جو چاہے کہے مجھ کو سارا زمانہ	۵۵
۴۵	دل ہے سریرِ جلوۂ ذاتِ قدیم کا	۵۶

عرضِ مُرتّب

جذباتِ وجیہ، نانا محترم، خطیبِ اعظم حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب قادری مجددی المتخلص وجیہ کے اُن نعتیہ جذبات کا مجموعہ ہے جو آپ کی نوّے سالہ حیاتِ مبارکہ کے دوران زیبِ قرطاس ہوئے۔

آپ کی ولادت، ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء میں رام پور میں ہوئی۔ والدِ محترم جناب عزیز الدین خاں صاحب نے نہایت عمدہ انداز پر تربیت فرمائی، گھریلو تعلیم کے بعد آپ نے قرآن کریم حفظ کیا اور پھر عربی و فارسی کی ابتدائی کتابیں مولانا سلامت اللہ صاحب رام پوری سے پڑھیں۔ ۱۹۱۴ء میں آپ فاضلِ اجل حضرت مولانا وزیر محمد خاں صاحب وزیر مدرس مدرسہ عالیہ کے حکم پر برصغیر کی مشہور علمی درس گاہ مدرسہ عالیہ رام پور میں داخل ہوئے اور ۱۹۲۱ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔ صحاحِ ستہ کی اجازت مولانا حافظ وزیر احمد صاحب محدث سے ملی۔

حضرتِ والا ایک کامل ولی اور بلند پایہ عالمِ دین تھے۔ ساتھ ہی ایک خوش گو اور خوش فکر شاعر بھی تھے۔ ذوقِ شاعری مدرسہ عالیہ کے زمانۂ طالب علمی سے بیدار ہو چکا تھا جہاں نظم و نثر میں طلبہ شوکتِ بیان کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ اُس دور کے عربی قصائد کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو عربی زبان و ادب پر قدرت حاصل تھی ——— آپ نے فارسی زبان میں بھی غزلیات کا بڑا حصّہ چھوڑا ہے جس میں عشقِ حقیقی کے مضامین بکثرت ہیں۔ اُردو غزلیات میں رنگ تصوف اور سوز و گداز قلبی بدرجۂ اتم موجود ہے لیکن دلی میلان ہمیشہ نعت گوئی کی طرف رہا۔

نعتیہ کلام میں دل کی آواز عقیدت و محبت کی جھلک، عشقِ رسول کی تڑپ اور وارفتگی پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی وعظ و نصیحت کی محفلوں میں ذوق و شوق سے آپ کا کلام پڑھا اور سُنا جاتا ہے۔

حضرتِ والا کا یہ مجموعۂ نعت ان کی حیات ہی میں احقر نے لوگوں کی فرمائش پر طبع کرا دیا تھا۔ اگرچہ حضرتِ والا فرماتے تھے کہ "میرا کلام اس قابل نہیں کہ اس کی اشاعت ہو" لیکن اہلِ ذوق کی مسلسل فرمائش اور اصرار کو دیکھتے ہوئے نعتیہ کلام کی طباعت کی اجازت مرحمت فرمائی اور اس طرح جذباتِ وجیہ کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۴ء میں لیتھو پر طبع ہوا۔ اس مجموعہ کی کتابت رام پور اسکول کے نامور استاد اور خوشنویس جناب شہزادہ خاں

صاحب جادو رقم نے فرمائی تھی۔ یہ ایڈیشن عرصہ ہوا ختم ہوگیا تھا لیکن اہلِ ذوق کی مانگ برابر جاری تھی اس لیے اب یہ دوسرا فوٹو آفسیٹ ایڈیشن طبع ہوکر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے۔ اس ایڈیشن کی تزئین و آرائش میں رام پور کے نامور خوشنویسان حافظ رحمت علی خاں اور جناب محمد شرافت اللہ صاحبان کا اہم کردار رہا ہے۔ میں ان کی اعانت کا شکرگزار ہوں۔

اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کی اشاعت کے طفیل بزرگوں کی نگاہِ کرم کا مرکز بنائے ——— آمین

محمد مظاہر اللہ خاں وجیہی
(امام جامع مسجد و مدرس جامع العلوم فرقانیہ)
رام پور

۲۸ نومبر ۱۹۹۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ (طبع اوّل)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ امابعد

میرے لکھے ہوئے نعتیہ اشعار کا مجموعہ آپ کے پیش نظر ہے۔ میں نہ شاعر ہوں نہ کسی شاعر کی شاگردی کر کے شعر کہنے کی مشق کی ہے۔ نہ شعراء کے کلام کا کثرت سے مطالعہ کیا ہے۔ اس کے باوجود بھی کبھی کبھی اشعار موزوں ہو گئے جس کی وجہ میرے نزدیک سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا وزیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۲۵ء) کی توجہات کا مرکز رہا ہوں اور آج بھی وہ توجہات میری رگ و پے میں جاری و ساری ہیں۔ انھیں توجہات کی بنا پر دماغی تخیلات اور قلبی جذبات بصورتِ اشعار قلم بند ہو گئے ہیں۔ میرے نزدیک یہ اشعار نہ کلام کہے جانے کے مستحق ہیں نہ لکھے جانے اور چھپوانے کے قابل لیکن بعض مخلصین کے پیہم اصرار پر میرے نواسے مولوی مظاہر اللہ خاں نے انھیں "جذباتِ وجیہ" کے نام سے جمع کر لیا ہے۔ ان کا اصرار ہے کہ انھیں طبع کرایا جائے اور اب مجھ سے اجازت کے لیے مصر ہیں۔ میں چونکہ اپنی عادتِ قدیمہ کے تحت، کسی کی دل شکنی پسند نہیں کرتا ہوں اس لیے ان کو اجازتِ طبع دیتے ہوئے اربابِ علم خصوصاً شعرائے کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان اشعار کی فنی خامیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز فرمائیں۔

میرے اشعار مختلف اصنافِ سخن پر مشتمل ہیں لیکن یہ مجموعہ صرف نعتیہ کلام پر مبنی ہے۔ میرے نزدیک بھی یہی قابلِ ترجیح ہے تاکہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توجہاتِ عالیہ اور برکاتِ ذاتیہ سے نوازا جاؤں اور اور اس کے پڑھنے اور سننے والوں کا وقت بھی عبادت میں شمار ہو اور دلوں میں حبیبِ رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی الفت و محبت کے جذبات موجزن ہوں۔ کیونکہ مومن کے لیے حبِّ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد کوئی نعمت نہیں اور مدحِ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اہم کوئی فضیلت نہیں۔ اس لیے کہ مومن کا کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ مبنی ہے محمد رسول اللہ پر۔ پس جو آپ کی رسالتِ عامہ اور مراتبِ عالیہ کا اقرار نہیں کرے گا وہ مومن نہیں ہوگا، اس کے لیے صرف کلمۂ توحید کا اقرار بے سود ہوگا۔

وفقنا اللہ وسائر المؤمنین لحب اللہ و رسولہ والعمل حسب مرضاتہما

۶ جنوری ۱۹۸۴ء

وجیہ الدین احمد خاں قادری
انگوری باغ ۔ رام پور



سارے عالم کا پاسباں ہے وہ　　پوری دنیا پہ مہرباں ہے وہ
مالکِ ملک دوجہاں ہے وہ　　جلوہ ظاہر ہے اور نہاں ہے وہ
مالک الملک لاشریک لہٗ
وحدہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ ہوٗ
اس نے حیواں کو زندگی بخشی　　اس نے انساں کو زیرکی بخشی
اس نے روحوں کو تازگی بخشی　　اس نے عقلوں کو روشنی بخشی
مالک الملک لاشریک لہٗ
وحدہٗ لا اِلٰہ اِلَّآ ہوٗ
پھول بوٹے زمیں کے گلشن ہیں　　ماہ و انجم فلک کے دامن ہیں
مست چڑیاں ہر اک نشیمن میں　　کہتے ہیں وحش اپنے مسکن میں
مالک الملک لاشریک لہٗ
وحدہٗ لا اِلٰہ اِلَّآ ہوٗ
آبِ جو اور اس کا ہر قطرہ　　ریگ صحرا اور اس کا ہر ذرّہ
باغ و گلشن اور اس کا ہر سبزہ　　پھول کہتے ہیں اور ہر غنچہ
مالک الملک لاشریک لہٗ
وحدہٗ لا اِلٰہ الا ہوٗ
تو ہی حاجت روا ہے اے آقا　　تو ہی مشکل کشا ہے اے آقا
تو ہی جاں کی دوا ہے اے آقا　　تو ہی دل کی جلا ہے اے آقا
مالک الملک لاشریک لہٗ
وحدہٗ لَآ اِلٰہ الاّ ہوٗ

تضمین

بر نعتِ عربی

وہ صُبحِ ازل کا نورِ مُبیں۔ وہ شامِ ابد کا پردہ نشیں
وہ جانِ ضیائے دینِ متیں۔ وہ گیسوؤں والا چاند جبیں

اَلصُّبحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہٖ
وَاللَّیلُ دَجیٰ مِنْ وَّفْرَتِہٖ

عالم کی چمک آدم کی ضیا۔ وہ روئے منور نورِ خدا
وہ چاند سا مُکھڑا شمس نما۔ وہ صُبحِ منور زلف دوتا

اَلصُّبحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہٖ
وَاللَّیلُ دَجیٰ مِنْ وَّفْرَتِہٖ

وہ معدنِ جود و لطف و عطا۔ وہ مخزنِ فیض و کانِ سخا
وہ قبلۂ عالم قبلہ نما۔ وہ نورِ دل و جاں نورِ ہُدیٰ

کَنْزُالْکَرَمِ مَولَی النِّعَمِ
ھَادِی الْاُمَمِ لِشَرِیْعَتِہٖ

وہ نور کا پتلا پاک بدن۔ مکّہ کی ضیا طیبہ کی پھبن
وہ فخرِ قریش و فخرِ زمن۔ وہ نورِ خدا کی پہلی کرن

اَنْ زَکَی النَّسَبُ اَعْلَی الْحَسَبِ   کُلُّ الْعَرَبِ فِیْ خِدْمَتِہٖ

ظاہر میں وہ مفلس اور فقیر، معنیٰ میں غنی شاہوں کا امیر   کمبل میں چھپا اک بدر منیر۔ دُنیا میں وُہ سلطان حشر میں میر

فَاقَ الرُّسُلَا فَضْلًا وَّعُلًی   وَهَدَی السُّبُلَا لِدَلَالَتِہٖ

تسخیر میں ان کی سارا جہاں۔ پابند اشارہ کون و مکاں   انگشت سے جاری بحرِ رواں۔ ہر ایک عمل قدرت کا نشاں

سَعَتِ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ   شُقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِہٖ

حق سے جو شرف اُن کو ہے ملا پہلوں میں کسی کو بھی نہ دیا   اُمّت کے لیے بھی وعدہ کیا۔ بخشیں گے کرم سے اُن کی خطا

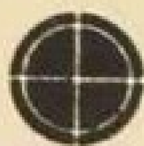
نَالَ الشَّرَفَا وَاللّٰهُ عَفَا   عَمَّا سَلَفَا مِنْ اُمَّتِہٖ

قبلے سے چلا قبلے کو چلا۔ وہ قبلۂ عالم قبلہ نما   جب فرش سے وہ تا عرش گیا معراج ہے اس کی عرش بجا

جِبْرِیْلُ اَتٰی لَیْلَةَ اَسْرٰی   وَالرَّبُّ دَعَاهُ لِحَضْرَتِہٖ

سردارِ زمیں سردارِ زماں۔ سردارِ فلک سردارِ جناں   سردارِ دل و جاں جانِ جہاں۔ سردارِ وجیہ بیہمداں

فَمُحَمَّدُنَا هُوَ سَیِّدُنَا   فَالْعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِہٖ



جو چمک رہا ہے چہار سُو قمرِ عرب کا وہ نور ہے
جو نظر نہ آئے تجھے کہیں تو تری نظر کا قصور ہے

مجھے ناز ہے نہ غرور ہے مگر اتنا مجھ کو شعور ہے
مرے سر پہ ہے قدمِ نبی قدم نبی کا غرور ہے

وہی ہوش میں ہے دماغ و دل جو نبی کے عشق میں چور ہے
یہی بے خودی تو ہے عقلِ کُل یہ نشہ شرابِ طہور ہے

وہ خدائے واحدِ لم یزل نہ مکاں میں ہے نہ زماں میں ہے
جسے کہیے نورِ محمدی اسی نور کا یہ ظہور ہے

ترے عشق کا ہے معاملہ تری نیتوں پہ مدار ہے
شہِ دو جہاں کی شعاعِ رُخ نہ قریب ہے نہ وہ دُور ہے

مجھے اعتراف ہے طور کا میں مُقر ہوں جاہِ کلیم کا
مگر اے حبیبِ خدائے حق ترا سنگِ در بھی تو طور ہے

جو نگاہِ ساقیِ حشر نے ہمیں جامِ عشق پلا دیا
اُسی جامِ بادۂ عشق کا رگ و پے میں اب بھی سُرور ہے

مجھے کیا خبر ہے جمال کی مجھے کیا پتہ ہے کمال کا
وہ حبیبِ خالقِ حسن ہیں مجھے اس قدر ہی عبور ہے

نہ وہ زینتِ چمنِ نبی نہ وہ رونقِ درِ مصطفٰے
درِ مصطفٰے کا غبارِ رہ یہ وجیہِ خستہ ضرور ہے



تم نور ہو ظلمت کو مٹایا ہے تمھیں نے
انوار کو سینوں میں سمایا ہے تمھیں نے

عقلیں کبھی تھیں اور دل بھی تھے پرخواب گراں
سوئی ہوئی عقلوں کو جگایا ہے تمھیں نے

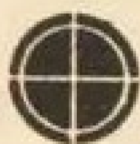
اجسام توانا تھے مگر جاں میں نہ تھی جاں
بے جان کو جاندار بنایا ہے تمھیں نے

اللہ کا کعبہ تھا صنم خانۂ مشرک
توحید کا رنگ اس پہ چڑھایا ہے تمھیں نے

آدم کے زمانے سے تو انسان ہیں موجود
انسان کو انسان بنایا ہے تمھیں نے

اللہ سے تھی دُور بہت خلقِ زمانہ
مخلوق کو خالق سے ملایا ہے تمھیں نے

انجام کی ہے فکر مجھے تم ہی سنبھالو
آغازِ وجیہ پہلے سنبھالا ہے تمھیں نے

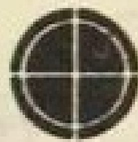


گر رسولِ ہاشمی دیکھیں پریشانی مری   دور ہو جائے ابھی آشفتہ سامانی مری
رحمتِ عالم ہو تم اور نعمتِ باری ہو تم   دیکھ لو شانِ کریمی سے پشیمانی مری
قربِ حق کی منزلیں زائد سے زائد ہیں کٹھن   آپ کے قبضے سے کب باہر ہے آسانی مری
آپ کو اللہ نے مالک بنایا ہے حضورؐ   قیمتی کر دیجیے سرکار ارزانی مری
سر سے پا تک نور ہو اور ہر طرف نورِ خدا   نور کے صدقہ میں کر دو روح نورانی مری
دامنِ امید پھیلا ہے کرم کی آس ہے   کاش آقا دیکھ لیں کوتاہ دامانی مری
زینتِ اعمال سے عریاں ہوں پردہ ڈال دو   حشر میں رسوا نہ کر دے مجھ کو عریانی مری
مصطفےٰؐ و مجتبیٰ شاہ و گدا کے پیشوا   شافعِ روزِ جزا کیجیے نگہبانی مری

یہ وجیہِ بے نوا درخواست کرتا ہے شہا
ظلمتوں سے پاک کر دو شمعِ ایمانی مری

۱۳۹۷ھ   ۱۹۷۷ء

بموقع دوسری حاضری دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم



تمھاری ذات سے ہم نے خدا کی ذات پہچانی
تمھاری ہی بدولت ہم نے جنت کی زمیں جانی

تمھارے ہاتھ سے پہنچا ہمیں قرآن کا نسخہ
علاجِ جسمِ انسانی دوائے دردِ روحانی

تمھارے فیض کا احسان ہے سارے زمانہ پر
تمھیں پر ناز کرتی ہے سدا تاریخِ انسانی

سخاوت اک کنیزک ہے انھیں کے قصرِ شاہی کی
شجاعت مانگتی ہے ان کے در پہ حق دربانی

تحمل بردباری وہ کہ شق ہو طور کا سینہ
تجمّل وہ کہ شرما جائے جس سے حسنِ کنعانی

حیاتِ مصطفےٰ ہیں زندگی کے کتنے جوہر ہیں
کہ جن کے لاڈلے بیٹے ہیں محی الدین جیلانی

غلامِ مصطفےٰ اسرارِ حکمت کا، وہ دریا ہیں
کہ جن کا ایک قطرہ ہیں نکاتِ علمِ لقمانی

محمد مصطفےٰ کے نور سے عالم منور ہے
کہ جن کی ذات ہے نورِ خدا اور شکل نورانی

وجیہہ زار تو بھی مانگ لے کچھ اپنے آقا سے
وہاں سب کچھ ہے لیکن تجھ میں ہے کوتاہ دامانی



چنا ہے رب نے یہ بندہ کا انتخاب نہیں
قسم خدا کی نبی کا کوئی جواب نہیں

وہ بے بدل ہیں نظیریں بھی ان کی ناممکن
وہ لاجواب ہیں ان کا کوئی جواب نہیں

نبی کے در پہ بھکاری سے چھیڑ، اے زاہد!
کسی گدا کا ستانا کوئی ثواب نہیں

طبیب یادِ نبی میں مجھے تڑپنے دے
جنونِ عشق کی آتش کوئی عذاب نہیں

ذرا تو ہوش کی پی مدعیٔ عقل و خرد
خراب بادۂ عشقِ نبی خراب نہیں

بڑھائے ہوش و خرد اور کبھی نہ گرنے دے
نگاہِ ساقیِ کوثر ہے یہ شراب نہیں

خدا کا فضل ہے ہر داغ سے مبرّا ہے
رخِ حبیبِ خدا ہے یہ ماہتاب نہیں

دل و دماغ کو ٹھنڈا کرے تجلی سے
یہ مہر روئے محمدؐ ہے آفتاب نہیں

یہ غارِ ثور میں صدیقؓ سے نبی نے کہا
خدا ہو ساتھ تو دشمن کی کوئی تاب نہیں

وہ دورِ حضرت فاروقؓ وہ فتوح بلاد
کوئی مقام ہے جس جا وہ فتحیاب نہیں

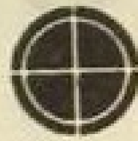
بنایا دینِ مکمل کا ایک شیرازہ
غنی کی ذات فقط جامع کتاب نہیں

یہ کیا بلا ہے کہ مسلم کو خاک کر ڈالا
سبب یہ ہے کہ غلامِ ابوتراب نہیں

نبی کی لختِ جگر اور ہاتھ میں چھالے
نمونۂ یدِ بیضا ہیں یہ عتاب نہیں

حسنؓ حسینؓ ہیں وہ پھول جو نہ کمہلائیں
خدا کی خلد کے ریحان ہیں گلاب نہیں

ہیں بے حساب گناہِ وجیہہ اے آقا
ترے کرم کا بھی لیکن کوئی حساب نہیں



نورِ خدا وہ حسنِ سراپا تمہیں تو ہو
طیبہ کے چاند دل کا اجالا تمہیں تو ہو

محبوبِ حق جمیلِ زمین و زماں ہو تم
وہ روئے حسن جس نے سجایا تمہیں تو ہو

ہے اک تمہارے نور سے کونین کا جمال
یوسف کا حُسن نورِ زلیخا تمہیں تو ہو

رُوحِ وجود جانِ تجلی جِلائے دل
سدرہ کا نور عرش کا جلوہ تمہیں تو ہو

بیمارِ غم مریضِ معاصی کا ہو علاج
کُل دُکھ بھرے دلوں کا مداوا تمہیں تو ہو

شفقت کی آس رحم و کرم کا مجسمہ
ٹوٹے ہوئے دلوں کی تمنا تمہیں تو ہو

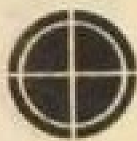
ہے ہے وہ "اُمتی" کی صدا اور دعائے شب
سوتا نصیب جس نے جگایا تمہیں تو ہو

آنکھوں میں اشک، لب پہ دعا پھر نماز میں
قدموں کو اپنے جس نے سجایا تمہیں تو ہو

تپتی ہوئی زمینِ عرب پر سرِ نیاز
مولیٰ کے در پہ جس نے جھکایا تمہیں تو ہو

رُوحِ حیات اور حیات النبی ہو تم
مُردہ ستوں کو جس نے جِلایا تمہیں تو ہو

مُردہ دلِ وجیہؔ کو پھر زندگی ملے
مایوس زندگی کا سہارا تمہیں تو ہو



پایا ہم نے اپنے نبی کو فقر پسند اور خاک نشیں
کملی تن پر بوریا بسترِ فرشِ زمیں پر عرش مکیں

موہنی صورت سوہنی مورت نور سراپا حسن کا سانچہ
نورِ خدا محبوبِ الٰہی گیسوؤں والا چاند جبیں

نازک لب اور اونچی بینی دنداں موتی آنکھ رسیلی
چہرہ گلشن باتیں کلیاں دیکھ کے حیراں روحِ امیں

عشق کا موجد حسن کا پیکر نور کا پُتلا حق کا چہیتا
زلفیں لیلیٰ رُخ ہے صباحی مہر لقا اور ماہ جبیں

مردہ تنے کو زندگی بخشی زندہ دلی کی راہیں کھولیں
مُردہ رُوحیں چیخ اٹھیں ہم زندہ ہیں مردار نہیں

جسم مقدس رُوحانی ہے رُوحِ مطہر نورانی
ان کی عزت کا چرچا از فرشِ زمیں تا عرشِ بریں

زینتِ بطحا رونقِ کعبہ عزتِ قبلہ رفعتِ طیبہ
نورِ نبی کی سب ہیں شعاعیں ذاتِ نبی ہی ماہِ مُبیں

بیٹا ہو کر فخرِ آدم اُمّی ہو کر سب سے اعلم
عرش سے بہتر کعبہ سے افضل قبرِ نبی کی پاک زمیں

نعت دیکھی مدحِ رسالت مدحِ رسالت حمدِ الٰہی

حمدِ الٰہی شکرِ عطایا، شکرِ عطایا درسِ سمیں



نبی نے طیبہ و بطحا کی ایسی کی نگہبانی
کہ چرواہے بھی ٹھکرانے لگے واں تاجِ سلطانی

تبسم ان کا گوہر پاش جوہر ریز نورانی
انھیں قدموں سے ہے دُرِّ عدن لعلِ بدخشانی

رہی حدِّ نظر تک مہر و انجم کی درخشانی
دلوں کو کر گئی روشن، وہ تھی حضرت کی پیشانی

نجاشی بن گیا پروانہ جب شمعِ نبوّت کا
تو ظلمت بن گئی حبشہ میں وجہِ نور افشانی

خدا نے عرش پر لہرا دیا پرچم محمّد کا
ہوا میں رہ گیا اڑتا ہوا تختِ سلیمانی

زمیں سے چرخ پر پہنچے مسیحاؑ اور احمد کو
زمیں سے عرش پر لائی ہے امّت کی نگہبانی

عرب اِک گوشہ صحرا میں گمنامی کے بندے تھے
خدا کے ایک بندے نے انھیں دے دی جہانبانی

کلیجے اہلِ محشر کے پگھل جائیں گے ہیبت سے
شفیع المذنبیں کے چند کلمے اور آسانی

ابھی تم دیکھ لینا پیار آجائے گا رحمت کو
ذرا میٹھی نظر سے دیکھ لیں محبوبِ ربّانی

جہانِ خلق، خالق سے تھا کوسوں دُور مدت سے
سکھا دی ایک اُمّی نے خدا بینی خدا دانی

خدا جانے کہ ختم المرسلیں کا مرتبہ کیا ہے
کہ جن کے امتی ہیں شاہ اجمیری و جیلانی

امام الانبیاء ختم الرُّسل کو پیش کر ھدیہ
درودوں کا، سلاموں کا یہی ہے حکمِ قرآنی

بس اِک درخواست ہے آقا و جبینِ پُر معاصی کی
بقائے تام کا پی لوں فنا کے گھاٹ پر پانی



ہو تم اپنے مولا کے مولا تمہارا
ہر اک عبد و آقا ہے بندہ تمہارا

ہے مشہور عالم میں سایہ نہیں تھا
دو عالم کے سر پر ہے سایہ تمہارا

نہ حاجت ہے اعجاز کی اہلِ حق کو
کہ بُرہانِ حق ہے سراپا تمہارا

نہیں کعبہ و بیتِ مقدس پہ موقوف
وہ قبلہ ہے دِل جس میں جلوہ تمہارا

ذرا میٹھی نظریں ہوں شیریں تکلم
تو ہو جائے سیراب پیاسا تمہارا

خضر آبِ حیواں پہ کیوں کر ہو نازاں
مسیحا بھی پڑھتا ہے کلمہ تمہارا

اسی کا سمندر بھی ہے ایک قطرہ
کرم کا جو جاری ہے دریا تمہارا

خدا داورِ حشر ہے یہ بجا ہے
مگر انبیاء میں ہے چرچا تمہارا

بنائے رُسل نے جو تعمیرِ دینی
تو لہرایا آکر پھریرا تمہارا

خدا معطیِ خیر ہے تم ہو قاسم
ہمیں کب ملے گا عطیہ تمہارا

جو دیکھے کبھی خواب میں تم کو شاہا
تو ہو جائے دِل سے وہ شیدا تمہارا

ہر اِک اشکِ رشکِ گہر کیوں نہ ہووے
جو روتا ہے فرقت میں شیدا تمہارا

ہے شمس و قمر کی تو قسمت میں گردش
مگر ایک جا ہے ستارا تمہارا

وجیہِ گنہگار پر بھی نظر ہو
کہ وہ بھی تو ہے نام لیوا تمہارا



ہمارے دل میں مہمانِ شاہِ دیں ہے ہمارا دل مدینے کی زمیں ہے
وہی از فرش تا عرشِ بریں ہے تو کیا خالی کوئی اس سے زمیں ہے
ہے ہر ظلمت میں اس کی جلوہ ریزی کہ جیسے ابر میں ماہِ مُبیں ہے
مُحمّد کی بلندی لامکانی تواضع میں عجب نیچی زمیں ہے
زمیں پر مختصر ٹوٹا سا حجرہ ادھر قدموں میں فردوسِ بریں ہے
اُدھر دامن میں چھپتے ہیں خطاکار اِدھر دیکھو دریدہ آستیں ہے
اُدھر دیکھو کہ ہیں محبوبِ رزّاق اِدھر دیکھو غذا نانِ جویں ہے
(ق)
جمال اللہ کی دل میں طلب ہو تو ہر درگاہِ دیں میں قطبِ دیں ہے
ہمیں ہے اک امام الدیں کی خواہش اور اپنا سر ہے احمد کی زمیں ہے
وزیرانِ محمد جا بجا ہیں ہر اُس ایوان کا نقش و نگیں ہے
ہمیں تو چاہیے اک نورِ ممتاز کہ ظلمت آج تک دل میں مکیں ہے
بھرے بازارِ محشر میں، میں جا کر کروں گا کیا دلِ مُردہ حزیں ہے

وجیہہِ زار کے سینے میں روشن
چراغِ رحمۃ للعالمیں ہے



محمد مصطفیٰ ہیں ابرِ نیساں   محمد مصطفیٰ بحرِ درفشاں
محمد مصطفیٰ نورِ دل وجاں   محمد مصطفیٰ محبوبِ یزداں
محمد مصطفیٰ شاہ رسولاں

محمد مصطفیٰ نورِ زمانہ   نبیِ ہاشمی دُرِ یگانہ
کمالاتِ نبوت کا خزانہ   پھٹی کملی میں اک تاجِ شہانہ
وہ تاجِ انبیا تاجِ رسولاں

محمد دُرِ دریائے سعادت   محمد ضوءِ انوارِ ہدایت
محمد گوھر درجِ نبوت   محمد نیرِ برجِ رسالت
محمد نورِ خورشیدِ درخشاں

بہت ہے منزلت عالی نبی کی   خدا کا عرش ہے کرسی نبی کی
نرالی شان ہے ایسی نبی کی   خدا نے خود حفاظت کی نبی کی
بنا کر اُن کو امت کا نگہباں

نبی کی ذات ہے وہ ذاتِ عالی
اطاعت جس نے کی جنت کما لی
گیا بیشی میں جب کوئی سوالی
کبھی آیا نہیں اُس در سے خالی

یہ کیوں خالی ہے اب تک میرا داماں

غریبوں کی حمایت ان کا شیوہ
امیروں کی ہدایت ان کا شیوہ
یتیموں پر عنایت ان کا شیوہ
فقیروں پر سخاوت ان کا شیوہ

غرض ہر دکھ بھرے دل کا وہ درماں

یہ مانا پھول ہیں صدیقِ اکبرؓ
گلِ رعنا عمرؓ عثمانؓ حیدرؓ
مہکتے ہیں سدا شبیرؓ و شبرؓ
شہِ بغداد بھی تو ہیں معطر

محمدؐ ہیں مگر سب کے گلستاں

کمالِ مصطفیٰ کی قدر و قیمت
جمالِ مصطفیٰ کی زیب و زینت
جلالِ مصطفیٰ کی شان و عزت
وجیہہ زاران کی سچی مدحت

نہیں سمجھا کوئی جز ذاتِ رحمٰں



وہ رحمتِ عالمؐ، ہادیِ کُل، محبوبِ خدائے برتر ہے
عالَم کی چمک، آدم کی دمک، اِک نورِ خدا کی پیکر ہے

صورت سے عیاں انوارِ خدا اور دل میں نہاں اَسرارِ خدا
باتوں میں دُرر افشانی ہے اور چاند سا روئے انور ہے

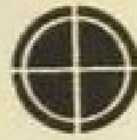
دنداں کی چھری ہیں نورِ حسیں تاروں کی لڑی ہیں ماہِ مبیں
آنکھوں کی نظر مازاغ بھری اور عرش سے اونچا منظر ہے

قدموں کی زمیں گردوں سے بڑی اور چرخ بنا قدموں کی زمیں
قدموں پہ جھکی جو پیشانی خورشیدِ فلک سے بہتر ہے

کعبہ کے حرم کو پاک کیا طیبہ کا حرم بنوا ہی لیا
دشمن سے بھی حق منوا ہی لیا، وہ آپ کی ذاتِ اطہر ہے

اُللہ نے اُن کو جانا ہے، مومن کے بھی دل نے مانا ہے
مُنکر نے بھی یہ پہچانا ہے، وہ ماہِ عرب پیغمبر ہے

اے شاہِ عرب سلطانِ عجم، سردارِ زمیں، سالارِ فلک
سن لیجیے وجیہِ خستہ سے شکووں سے بھرا اک دفتر ہے



کل جہاں معطر ہے عطرداں مدینے میں
روشنی ہے عالم میں ضوفشاں مدینے میں

واقعہ ہے طولانی قصہ مختصر یہ ہے
کائنات قالب ہے اور جاں مدینے میں

جن ہوں یا کہ انساں ہوں اصل میں یہ مردہ ہیں
جان ذکرِ باری ہے جانِ جاں مدینے میں

لامکاں پہ پہنچے وہ بیتِ اُمِّ ہانی سے
رہتے ہیں دلوں میں وہ ہے مکاں مدینے میں

یاد آگئی قصوا اور درِ ابو ایوب
جب کبھی نظر آئے سارباں مدینے میں

شمس اِک نکل آیا عائشہ کے حجرے سے
جب بلالِ حبشی نے دی اذاں مدینے میں

رازِ عشق پنہاں ہے عاشقانِ احمد کا
تیر دل میں مخفی ہے اور کماں مدینے میں

حُسنِ خلقِ سرورِ دیں، جس پہ ہے خدا شاہد
ہم نے اس کی دیکھی ہیں جھلکیاں مدینے میں

قسمتِ بنی آدم مُدّتوں سے اُلجھی تھی
دستِ حق نے سلجھائیں گتھیاں مدینے میں

اے وجیہہ وہ ہو گا کامیاب محشر میں
ہو چکا ہے جو پہلے کامراں مدینے میں



بہت دنیا میں آئے اور گئے رشد و ہدیٰ والے
مگر بڑھ کر رہے سب سے جو تھے کوہِ صفا والے

زباں پر ربِّ ہب لی اُمتی اور گوشہ مدفن
بحمد اللہ ملے ہم کو نبی ایسی وفا والے

سفینہ آلِ پاک اور مصطفیٰ ہیں ناخدا اس کے
خدا ہے ناخدا کا اور ہم ہیں ناخدا والے

مریض دردِ عصیاں ہوں دوائے دل کا طالب ہوں
ابھی پالوں شفا آ جائیں گر خاکِ شفا والے

خدا محشر میں تختِ عدل پر جب جلوہ گر ہو گا
بڑی امید سے دیکھیں گے حضرت کو خدا والے

خدا شاہد ہے، قرآں پر ہے اوصاف محمدؐ سے
تو پھر کیا غم، کریں انکار سب ارض و سما والے

اُڑے جاتے ہیں جبریل امیں کے ہوش حیرت سے
اڑے جاتے ہیں حضرت مصطفیٰ عرشِ عُلیٰ والے

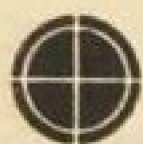
ہلاکت کے گڑھے میں گر رہا ہوں اس بھروسے پر
کہ آئیں دست گیری کو مری غارِ حرا والے

اگر اندازہ کرنا ہے تجھے صبرِ محمدؐ کا
وجیہہ زار ہیں سچا نمونہ کربلا والے



ہمارا ایمان اور دیں ہے کہ کعبہ قطعاً خدا کا گھر ہے　　جہاں سے ملتا ہے اے محمدؐ خدائے برتر وہ تیرا در ہے
جمالِ صورت پہ حسنِ سیرت وہ معنویت کی ایک مورت　　خدا نے جس کو بنایا پہلے وہ اب مدینہ میں جلوہ گر ہے
خدا ہی جانے نماز ہوگی ریاض جنت میں یا نہ ہوگی　　سجود مسجد میں ہے یقیناً مگر نہ پوچھو کہ دل کدھر ہے
میں دل کی سیپی میں تجھ کو رکھ لوں سمجھ کے نیساں کے پاک قطرے　　غبارِ طیبہ ترے مناسب، نہ میری آنکھیں نہ میرا سر ہے
بتا دے مجھ کو خدا کے پیارے کہوں ملک تجھ کو یا کہ انساں　　نہ تیرا ہمسر کوئی فرشتہ، نہ تیرا ہمتا کوئی بشر ہے
جو ٹپکے آنکھوں سے خوفِ رب سے وہ آبِ رحمت سے کم نہیں ہے　　جو تیری الفت میں ٹپکے آنسو خدا کے پیارے وہی گہر ہے
خدا کی رحمت کا ابر گھر کر یہ سوچتا تھا کہاں میں برسوں　　اسی طرف کو وہ چل دیا ہے نبی کی جس سمت پر نظر ہے
طریقتِ باطنہ کی مشعل ہے روحِ حضرت کی اک تجلی　　شریعتِ ظاہرا کا رستہ انھیں کے قدموں کی اک ڈگر ہے

وحیدِ خستہ نے خوب سمجھا مقامِ امن و سکوں کو غافل
طمانیت کی تلاش والے نبی کا قرآں تبی کا گھر ہے



ہے اک درج صدف پورا زمانہ ‏ محمد مصطفیٰ دُرِّ یگانہ

مبارک ہو انھیں جاہ شہانہ ‏ ہمیں کافی ہے روئے سائلانہ

نہ پوچھو منزلت اس کی نہ پوچھو ‏ ہو جس سر پہ شفاعت شامیانہ

وہ چاہیں کچھ نہ دیں ہاں آرزو ہے ‏ مری سُن لیں دعائے عاجزانہ

یہ اونچا ہے کہیں عرشِ بریں سے ‏ مرا سَر ہے نبی کا آستانہ

ترا جود و کرم اللہ اکبر ‏ ترے دَر کا گدا سارا زمانہ

نبی شمع ہدیٰ پروانے اصحاب ‏ نبوّت کا زمانہ تھا زمانہ

زباں کھلتی نہیں شرمندگی سے ‏ مگر منگتا ہے روئے سائلانہ

نبی کے در پہ رحمت کی ہے درخواست
وجیہ زار یہ تیرا ترانہ



سیہ دل اور سوادِ معصیت امید افزا ہے
تجلّی خانۂ سرِّ خدا دل کا سویدا ہے

وہ صورت بن گئی آدم کی تدبیرِ مصوّر سے
زمیں بھی زیرِ گردوں صورتِ عرشِ معلّی ہے

فراقِ مصطفیٰ میں رونے والے کچھ خبر بھی ہے
وہ گوہر ہے جو آنسو یادِ حضرت میں ٹپکتا ہے

عدم تعبیر تھی جس کی جہاں وہ خواب وہمی تھا
مگر سچ کر دیا جس نے ترا روئے مجلّٰی ہے

خدا جانے بخارِ قلب اُس ہستی کی کیا ہو گی
کہ جس کی بخششِ انگشت سے چشمہ اُبلتا ہے

خطاب مَادُمْتُ میں ثنائے حق تو ظاہر ہے
مگر واللہ اعلم اور بھی مطلب نکلتا ہے

ہزاروں نفس زندہ ہیں مگر ہر رُوح مُردہ ہے
کوئی مومن جو جیتا ہے تری اُلفت میں مرتا ہے

رضا جوئے علی سرکار ہوں تا ہوں نبی راضی
کہ مرضی نبی میں ہی رضائے حق تعالیٰ ہے

دجیہہ بے نوا سودائے عشقِ احمدِ مرسل
تمھیں گر نقدِ جاں دے کر بھی مل جائے تو سستا ہے



وہ سرورِ دُنیا سرورِ دیں، وہ فخرِ دو عالم حق کا امیں
کملی میں چھپا اک دُرِ حسیں، بدلی میں چھپا اک ماہِ مبیں

عالم کا سہارا حق کا دلارا جانِ زمانہ روحِ زمیں
ہر زخم کا مرہم دل کا سکوں ہر غم کی دوا ہمدردِ حزیں

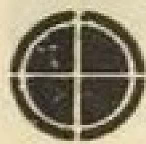
دریائے کرم میں جوش اٹھا رحمت کی گھٹائیں چھا ہی گئیں
جب جلوہ فگن عالم میں ہوا وہ گیسوؤں والا ماہ جبیں

فانوس میں شمعِ نورانی محفل کو منوّر کرتی ہے
عالم کو منوّر کرتا ہے طیبہ میں چھپا اک پردہ نشیں

بے چین جب اُمّت ہوتی ہے اور دل میں جو دھڑکن ہوتی ہے
مرقد سے نچھاور کرتا ہے رحمت کی دُعا طیبہ کا مکیں

قدموں پہ مچل کر بادِ صبا سرکارِ دو عالم سے کہنا
اک چشمِ کرم کی طالب ہے، محتاجِ کرم بھارت کی زمیں

در در سے ہنکالا جاتا ہے اُس در کا بھکاری ہائے وجیہ
جس در پہ کبھی سنتا ہی نہیں تھا مانگنے والا لفظ "نہیں"



محمدِ عربی کا نہ پوچھ جاہ وجلال
خدا کے نورِ رسالت کے مہر بدر جمال

زمانہ بھر میں مسلّم ہے "اُمّیت" نقصاں
نبی کے نام سے ملتے ہی بن گئی وہ کمال

دہانِ پاک میں دنداں ہیں موتیوں کی لڑی
زبانِ پاک سے جھڑتے ہیں دُرِّ صدق مقال

ضرور قاسمِ نعمت تو ہو مگر آقا
تمھیں نے بھوک سے زہرا کو کر دیا ہی نڈھال

تمھاری ذات ہی آغازِ کائنات ہوئی
تمھیں تو جملہ اُمم کی نجات کا ہو مآل

زمانہ بھر کا بھکاری ہے، آپ کا مُنکر
غنی ہے آپ سے حل ہو گیا ہی جس کا سوال

گزر گیا ہے زمانہ وجیہ باتوں میں
بنے گی بات اگر بن گیا مقال سے حال



اے حُسن کے پیکر جلوۂ حق عالم کی ضیاء نُورِ باری
قربان ہوں تجھ پر غنچۂ دل اے رَبِّ علیٰ کی گل کاری

تاریکیٔ جاں سیاہیٔ جہاں اور ظلمتِ دل کے تھے بادل
اک برق خدا کے گھر چمکی چمکا گئی وہ دُنیا ساری

اے فرحتِ دل اے راحتِ جاں اے امن و سکونِ ہر دو جہاں
میں تیرا ہوں تو میرا ہے، ہو جائیں بلا سے غم طاری

افسوس ہے مجھ کو پیاسوں پر محروم ہیں جامِ ساقی سے
وہ دیکھ رہے ہیں طیبہ سے ہے نہرِ کرم ہر سو جاری

اب دینِ نبی ہے عقدہ کشا اور فکر و غم کا حل بھی ہے یاں
معلوم نہیں پھرتی ہے کیوں دُنیائے جہاں ماری ماری

اے سورۂ مزمّل کی ضیاء تو اپنی قبا میں مجھ کو چھپا
محجوب ہوں حق کے سامنے میں اور حسنِ عمل سے ہوں عاری

کہتے ہیں وجیہِ دیں مجھ کو حق یہ ہے کہ ننگِ امّت ہوں
مجرم بھی ہوں میں کمزور بھی ہوں اور پوٹ گناہوں کی بھاری

ق

ہاں حامد نورِ محمد ہوں اور نورِ وزیرِ محمّد ہوں
ممتازِ کرم ہے ساتھ مرے گو زخمِ دل سب ہیں کاری

اے ربِّ زماں صنّاعِ جہاں خاصانِ خدا کا خادم ہوں
تو پاک بنا دے ہوں خاکی تو نور بنا دے ہوں ناری



فیوضِ آسمانی کو زمیں پر کون لایا ہے
ملائک کو مجاہد لشکری کس نے بنایا ہے

زمیں سے عرش جا کر پھر زمیں پر کون آیا ہے
تمامی عالموں پر ابر بن کر کون چھایا ہے

اسے ابرِ کرم یا رحمۃ للعالمیں کہیے
اسے محبوبِ حق یا سرِ غیبی کا امیں کہیے

ولی کہیے، نبی کہیے، رسولِ انبیاء کہیے
نجومِ انبیاء کا مہر کہیے، پُرضیاء کہیے

ہدایت پیکر و پیکِ ہدیٰ نورِ خدا کہیے
اگر کچھ بھی نہ کہیے تو محمد مصطفیٰؐ کہیے

محمدؐ حامد و محمود تصویرِ محامد ہیں
حرا کے گوشۂ تنہائی میں مولا کے عابد ہیں

اسی گوشہ میں مولیٰ کے خدیجہ کو سلام آئے
اسی تنہائی میں حضرت کو اقراء کے پیام آئے

جو آئے واں سے پوری خلق کے بن کر امام آئے
ندا کوہِ صفا سے آئی سردارِ انام آئے

حرم میں شور برپا تھا امام المتقیں آئے
یہ کعبہ سے صدا آئی کہ ختم المرسلیں آئے

سعادت ہنس کے بولی اب مرادورِ جدید آیا　　شقاوت رُکے بولی ہیں مٹی وقت سعید آیا
یہ ظلمت کہہ رہی تھی نورِ قرآن مجید آیا　　زبانِ کفر بول اٹھی کہ اب بارِ شدید آیا

منات ولات وعزیٰ رو رہے تھے اپنی قسمت کو
ہبل کہتا تھا لاؤں اب کہاں سے اپنی عزت کو

ترا قانون محکم حکمِ احکم سرورِ عالم　　ترا نامِ معظم اسمِ اعظم سرورِ عالم
ترے رخ کی ضیا تھی نورِ آدم سرورِ عالم　　ترے قدموں پہ صدقے جان عالم سرورِ عالم

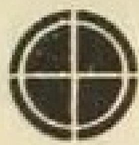
خدا نے سروری بخشی تجھے سارے زمانے کی
ترے ہاتھوں میں دے دیں کنجیاں اپنے خزانے کی

خدا معطی تو تم قاسم، تمھیں نے ہم کو بتلایا　　تمھیں نے راستہ مرضیِ حق کا ہم کو دکھلایا
رہے سر پر ہمارے حشر کے دن آپ کا سایا　　اٹھا رکھا ہے حق نے اس لیے ہی آپ کا سایا

خدا وہ دن بھی لائے آپ کے دامن میں چھپ جاؤں
میں اپنی روسیاہی اپنے مولا کو نہ دکھلاؤں

خدا غفار ہے اور آپ ہی ہیں رحمتِ عالم　　مٹی ہے آپ ہی کی ذات سے سب زحمتِ عالم
مسلم دو جہاں میں آپ ہی ہیں عظمتِ عالم　　مزین آپ ہی کی ذات سے ہے خلقتِ عالم

وجیہِ بے نوا در پر تمھارے خاک ہو جائے
کہ یہ ناپاک ذرہ بھی گنہ سے پاک ہو جائے



اُمت ہوں نبیِ امی کی پھر کیسے کہوں میں جاہل ہوں
پہچانا میں نے محمد کو پھر کیوں نہ کہوں میں عاقل ہوں

اے حق کی ضیا اے حق کی ندا حق تجھ میں ہے گم تو حق پہ فدا
دکھلا دے رہِ حق مجھ کو شہا میں محوِ فریب باطل ہوں

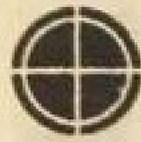
کم ظرف ہوں لیکن حرص بھی ہے اور اپنی غرض کا دیوانہ
میرے تو کرم کچھ بھی ہوں سہی ہاں تیرے کرم کا قائل ہوں

اے ساقیٔ کوثر بھیک ملے ایک بوند سہی چھینٹا ہی سہی
ان مست نگاہوں کا صدقہ مل جائے مجھے میں سائل ہوں

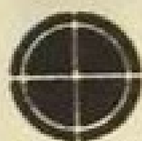
اے مہبطِ قرآں روحِ بیاں اے پیکرِ عرفاں علم کی جاں
مجھ پر بھی ربِ زدنی کا ہو راز عیاں میں جاہل ہوں

جو عاشقِ روئے محمد ہے تریاق ہوں اُس کی نظروں میں
لیکن میں ہر اک دشمن کے لیے اک موت ہوں زہرِ ہلاہل ہوں

اے ربِ عُلیٰ شمہ ہی سہی مل جائے وجیہہ عاجز کو
میں عاشقِ روئے محمد ہوں گو پیکرِ خبثُ ورذائل ہوں



پلائیں آبِ کوثر، جن کی یہ ادنیٰ سخاوت ہے
نواسہ اُن کا پیاسا جائے دُنیا سے قیامت ہے
شکم پر بھوک میں باندھے ہیں پتھر تو محمدؐ نے
مگر بیٹی کا چکّی پیسنا کیا کم ریاضت ہے
صحابہ نے نمازیں وقتِ رحلت توڑنا چاہیں
سمجھتے تھے کہ دیدارِ محمدؐ ہی عبادت ہے
نبی ترساں، ملک حیراں کوئی مشغولِ سجدہ ہے
جہاں کی شان کہتی ہے یہ تفسیرِ شفاعت ہے
رضائے رب کا طالب، ہاتھ خالی دل میں استغنا!
یہی تو رحمتِ عالم کی اک اعلیٰ ریاضت ہے
جوابِ لَن تَرَانِی میں ہے نازِ حُسن کا جلوہ
صدائے اُدْنُ مِنّی عشقِ کامل کی علامت ہے
ہو جیہہؔ زار کو محشر میں دے حسنینؑ کا صدقہ
کرم سے اپنے تو اُس کو بچالے، یہ عنایت ہے



سوتے سے نہ احمد کو اُٹھایا شبِ معراج
اُمّت کے نصیبے کو جگایا شبِ معراج

تا حشر رہے جس کا نشہ خلق میں باقی
وہ جام محمدؐ کو پلایا شبِ معراج

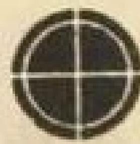
بے طبل سدا جس کی صدا گونج رہی ہے
اس نغمۂ غیبی کو سُنایا شبِ معراج

اُمّت تھی جسے یاد اُسے حق نے بُلایا
اِس شکل سے ہم کو بھی بُلایا شبِ معراج

آقا کو تقرّب ہو تو خادم کو ہے معراج
یہ حالِ بلالی میں دکھایا شبِ معراج

آنکھوں میں محمدؐ کے بَیدِ قدرتِ حق نے
خود سُرمۂ مازاغ لگایا شبِ معراج

اک بُوند ملے تجھ کو وحیدِ دلِ خستہ
اُس فیض کی جو غیب سے آیا شبِ معراج



سج گیا جہانِ فلک شانِ میزبانی سے
چل دیا جو اک مہماں بیتِ اُمِّ ہانی سے

سنتے ہیں کہ رُوحِ قدس لائے مرکبِ برقی
تھا وہ تیز رو قطعًا برقِ آسمانی سے

راکبِ عرب نوری، مرکبِ فلک بجلی
اس لیے تعجب ہے منکرِ روانی سے

پہلے تو سمجھ لیں ہم وقت کی حقیقت کو
پھر کریں گے بحثیں ہم سُرعتِ زمانی سے

اے مکانِ شاہِ دیں تجھ پہ رحمتِ رب ہے
سلسلہ ملا تیرا حدِّ لامکانی سے

کیا ہے وہ شبِ اسریٰ کیا ہے لیلۃ معراج
مل گئیں حدودِ فنا ملکِ جاودانی سے

پُھول رحمتِ حق کے ہوں نثار اُس گُل پر
بن گئے ہیں دل گلشن جس کی گل نشانی سے

آمدِ شہِ دیں کا بس ہے ما حصل اتنا
عیشِ آخرت ہو بلند زندگیِ فانی سے

روضۂ شہِ دیں پر اے وجیہ خوش قسمت
پھول کچھ نچھاور کر باغِ زندگانی سے



اے نورِ جمالِ کبریائی   تو سرورِ جملہ انبیائی

اے ظلِّ کریم و سایۂ حق   در سایۂ تو ہمہ خدائی

من عاجز و ناتواں فقیرے   تو سید جملہ اغنیائی

پروانۂ شمع کعبہ ہستم   تو شمع برائے شمع آئی

خاکِ درِ تو سحابِ رحمت   نازم بدرت بجبہ سائی

اے قاسمِ سوزِ والہانہ   یک شعلہ زعشق حق نمائی

اے ساقیِ تشنگانِ محشر   یک جرعہ طفیلِ دلربائی

دارم بدلم ہزار ظلمت   خوفے نہ کنم کہ تو ضیائی

فانی شدہ ام بذاتِ پاکت   باقی شدہ ام کہ تو بقائی

شاہا بجواب من چہ گویم   پرسند اگر کہ از کجائی

گر اذن شود وجیہ گوید
آیم ز درِ حند انمائی

۱۳۷۵ھ   ۱۹۵۷ء

بموقع پہلی حاضری دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم



محبوبِ حق خیر البشر آں مظہر نورِ خدا
ختمِ رسل فخرِ جہاں، ہم مصطفیٰ، ہم مجتبیٰ

آں رونقِ عرشِ بریں، ہم زینتِ فرشِ زمیں
از نورِ فیضِ ذاتِ اُو چرخِ رسالت راضیاء

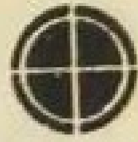
دستش بظاہر بے نوا دارد وے صدہا نوا
گنجِ کرم جودِ اتم فیض وعطا کانِ سخا

تو جلوہ گاہ حق شدی عالم ز تو روشن شدہ
تو نورِ حق حسنِ ازل شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ

اے زلفِ تو زنجیر دل وے روئے تو نورِ خدا
عالم مریضِ عشقِ تو در چشم تو عین الشفا

اے چارہ سازِ انس وجاں وے غمگسارِ بیکساں
از بحرِ جودت قطرۂ از بہرِ ایں مسکیں گدا

سوزِ وجیہ خستہ جاں دارد دلش صد درد و غم
لیکن نگاہے گر کنی زائل شود رنج و بلا



اَنْتَ مَوْلَائِیْ حَبِیْبِیْ اَنْتَ مَحْمُوْدُ الْمَقَام

اے میرے محبوب! آپ میرے آقا ہیں آپ مقام محمود پر فائز ہیں

اَلصَّلٰوۃُ دَائِمًا خَیْرَ الْبَرَایَا وَالسَّلَام

اے مخلوقات میں سب سے بہتر! آپ پر ہمیشہ رحمتیں اور سلامتی ہو

اِنَّکُمْ سِرْ تُمْ اِلٰی عَرْشِ الْاِلٰہِ سَیْرَکُمْ

آپ کی سیر عرش الٰہی تک ہے

جَاءَ فِیْ اٰذَانِکُمْ اَصْوَاتُہٗ مَنْ لَّا مَقَام

اللہ جو لا مکانی ہے اُس کی وحی کی صدائیں آپ کے کانوں میں آئیں

اِنَّکُمْ طٰہٰ وَیٰسِیْنَ اِنَّکُمْ خَیْرُ الرُّسُل

آپ کا لقب طٰہٰ اور یٰسین ہے، آپ تمام رسولوں میں سب سے بہتر ہیں

اَصْطَفَاکُمْ وَاجْتَبَاکُمْ رَبُّنَا بَیْنَ الْاَنَام

ہمارے رب نے آپ کو تمام مخلوقات میں چُن لیا اور پسند فرمالیا

قَاسِمُ الْخَیْرَاتِ وَالْبَرَکَاتِ فِیْ دُنْیَائِنَا

ہماری دُنیا میں بھی آپ خوبیوں اور برکتوں کی تقسیم فرمانے والے ہیں

سَاقِیْ الْعَطْشَانِ مَاءَ الْحَوْضِ فِیْ یَوْمِ الْقِیَام

قیامت کے دن بھی آپ کوثر کا پانی پیاسوں کو پلانے والے ہیں

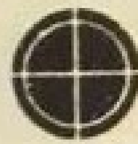
نُوْرُ اَفْلَاکٍ وَّعَرْشٍ فَائِضٌ مِّنْ نُّوْرِکُمْ

آسمانوں اور عرش کا نور آپ کے نور سے فیض یاب ہیں۔

نُوْرُکُمْ مِّنْ نُّوْرِ خَلَّاقِ الضِّیَاءِ وَالظَّلَام

آپ کا نور روشنی اور تاریکیوں کے پیدا کرنے والے کے نور سے ہے

مدحِ قرآن



جاں پاک ہوئی دل صاف ہوا قرآں کی لطافت کیا کہیے
ہر تلخ مصیبت دُور ہوئی قرآں کی حلاوت کیا کہیے

ایمان ملا، اخلاق ملے، قرآں کی بدولت عالم کو
شاہوں کے بھی آنسو بہہ نکلے قرآں کی خطابت کیا کہیے

تاریکیٔ باطل محو ہوئی اور برقِ تجلّی کوند گئی
قرآں کی بدولت دُور ہوئی دُنیا سے جہالت کیا کہیے

اک نُور تو ہے قرآں کی ضیا، اِک نُور نبی ہے نُورِ خدا
دو نور ہوں جس کی قسمت میں اُس قوم کی حالت کیا کہیے

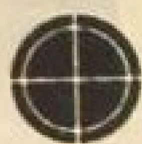
توراتِ کلیمی گنگ ہوئی انجیل کے دَم میں دَم نہ رہا
دیتی تھی صدا بیت المقدس قرآں کی امامت کیا کہیے

اے وادیٔ نخلہ یاد ہے کچھ کیا صبح سہانی تھی تیری؟
جنّات بھی ایماں لاتے تھے حضرت کی قرأت کیا کہیے

پھیلا گئی قومِ حبشی میں ایماں کی ضیا، اور حق کی جلا
قرآن سے سورۂ مریم کی تھوڑی سی تلاوت کیا کہیے

دُنیائے ادب میں بزمِ سخن تھی اپنی فصاحت پر نازاں
شرما گئی بس اک اُمّی سے قرآں کی بلاغت کیا کہیے

مانا کہ وجیہِؔ خستہ کی باتیں ہیں سراسر جذباتی
لیکن ہیں عقیدت کی کلیاں کلیوں کی لطافت کیا کہیے



دیا وحیِ الٰہی نے ہمیں حق پاسبانی کا
بگاڑا ہم نے شیرازہ کتابِ آسمانی کا

خدا نے آسماں سے خوانِ نعمت ہم کو بھیجا تھا
ادا ہم نے کیا کیا شکریہ اس میہمانی کا

نظامِ مملکت تدبیرِ منزل اس میں پنہاں ہے
اسی میں راز ہے مضمر ہماری کامرانی کا

اسی نورِ الٰہی سے دو عالم میں اُجالا ہے
یہی ساماں ہے ہم بیکسوں کی شادمانی کا

ہر اک صورت علاجِ نفسِ امارہ کا نسخہ ہے
ہر اک آیت ازالہ ہے دلوں کی ناتوانی کا

ہر اک پارہ ہے سیمیں بلکہ زرّیں نعمتِ باری
یہی اکسیر بنتا ہے حیاتِ جاودانی کا

کلامِ حضرتِ حق اور زبانِ احمدِ مرسل
صحابہ نے مزہ لوٹا ہے ان کی دُرفشانی کا

نرالی طرز ہے اس کی نرالا ہے بیاں اس کا
جہانِ کفر بھی قائل ہے اس کی خوش بیانی کا

جن و انساں ہیں شیدائی فرشتے بھی فدا اس کے
خدا سنتا ہے خود وہ مرتبہ سبعِ مثانی کا

مسلمانو! تمھیں کونین کی نعمت خدا دے گا
ذرا دامن پکڑ لو تم کتابِ آسمانی کا

وجیہہ زار کو یارب بنا دے پیکرِ مرسل
کہ جس نے کر دیا عادی ہمیں قرآں خوانی کا



ہمارا عقیدہ ہے ایماں ہمارا — گرے مُنہ کے بَل، ہے یہ نقصاں ہمارا

زمانہ پہ روشن زمانہ ہے شاہد — خدا کے کرم سے ہے ایماں ہمارا

زمانے کا مُصلح زمانے کا مُحسن — زمانے کا رہبر ہے قُرآں ہمارا

مسائل کی زینت دلائل کی رفعت — حقائق کی حکمت ہے بُرہاں ہمارا

جہاں میں ہیں بے حد قوانین جاری — مگر سب سے اعلیٰ ہے فُرقاں ہمارا

حکومت خدا کی نیابت نبی کی — یہ قُرآں ہے قانونِ سُلطاں ہمارا

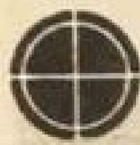
غزالی و رازی معطر ہیں جس سے — وہ رشکِ جناں ہے گلستاں ہمارا

فراست یہاں آکے ہم سے سبق لے — کہ ہے مرکزِ علم و عرفاں ہمارا

جو وحشی تھے اُن کو فرشتہ بنایا — مکمّل ہے ایسا دبستاں ہمارا

ہمیں ظلمتِ قبر کی فکر کیوں ہو — کہ ہے نُورِ قُرآں نگہباں ہمارا

وجیہِ وجاہت کہے کوئی لیکن،
وہ کیا جانے خسران و حرماں ہمارا



متاعِ کون و مکاں مرجعِ انام ہے یہ
جسے پیامِ خدا کہیے وہ کلام ہے یہ

نبی کے حسن پہ شاہد ہے وہ کلام ہے یہ
خدا کے عشق کا پیغام اور سلام ہے یہ

خدا نے بات نہ کی اس کے بعد بندوں سے
خدائے پاک کا بس آخری پیام ہے یہ

نبی کی بات تو دیکھو کہ بات بات کمال
کمال یہ ہے کہ معجزنما کلام ہے یہ

نظامِ بزمِ جہاں ہے تو نظمِ قرآں سے
حیاتِ ہر دو جہاں کا نظامِ تام ہے یہ

فقیرِ خاک نشیں ہو کہ شاہِ تخت نشیں
کسی کی ملک نہیں ہے صلائے عام ہے یہ

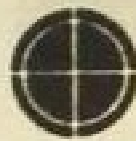
یہ دے رہے ہیں شہادت چہاردہ سجدے
عبادتوں کے فلک پر مہِ تمام ہے یہ

بجھی ہے بعض کی تورات اور زبور سے پیاس
مٹائی تشنگی سب کی وہ ایک جام ہے یہ

اسی نے گردنیں باطل کی سب قلم کر دیں
فتوحِ صدق کی شمشیرِ بے نیام ہے یہ

یہ اختتامِ کلامِ خدا کی محفل ہے
خدا قبول کرے حسنِ اختتام ہے یہ

تری کتاب سے یارب ہو پختہ کار وحیہ
ابھی تو بندۂ عاصی ہے اور خام ہے یہ



شریعت ساز ہے سازِ طریقت کی صدا ہے یہ — جسے قرآن کہیے صوتِ سرمد کی ندا ہے یہ

غذائے روحِ مومن دردِ عصیاں کی دوا ہے یہ — دلِ بیمار اب کیوں غم کرے دار الشفا ہے یہ

نظامِ نوعِ انسانی متاعِ مُلکِ لافانی — حیاتِ روحِ ایمانی رخِ حق کی ضیا ہے یہ

رخِ باطل کے پردے چاک کر ڈالے شعاعوں سے — یہ ہے بدرِ صداقت اور شمسِ حق نما ہے یہ

اسی ذکرِ مبارک سے زبانیں پاک ہوتی ہیں — کہ جس سے ہو گئے روشن سیۂ دل وہ ضیا ہے یہ

ہر اک صورت گلستاں ہے ہر اک آیت ہے گلدستہ — ہر اِک جملہ کلی ہے کتنی کلیوں سے سجا ہے یہ

تمامی عالموں کی حکمتوں کا ہے یہ مجموعہ — زمین و چرخ میں گویا نیا ارض و سما ہے یہ

ہر اک فقرہ ہے پُر صنعت ہر اِک صنعت میں رنگینی — معانی میں حکیمانہ، حِکم کی انتہا ہے یہ

عصائے موسوی معجز نما اِک تازیانہ ہے — نرالی بات قرآں کی کہ سیفِ مصطفیٰ ہے یہ

وجیہہ نزار کچھ حد بھی ہے وصفِ ذاتِ قرآں کی

یہ خود ہی مدعی شاہد ہے خود ہی مدعا ہے یہ



فصاحت کا چمن ہے اور بلاغت کا گلستاں ہے
جو مہکا دے دلوں کو اور رُوحوں کو وہ قرآں ہے

تمامی عُمر پڑھیئے اور نہ ہو دِل کو کبھی سیری
زمانہ بھر میں وہ باری تعالیٰ کا ہی فرماں ہے

صفاتِ حق کا جلوہ اور کمالِ ذات کی رفعت
یہ دو دریا ہیں جس کا ایک سنگم ذاتِ فُرقاں ہے

ملائک کی عبادت بھی مسلّم اور اطاعت بھی
مگر جس کو ملی قرآں کی دولت وہ مسلماں ہے

نظر آتے ہیں دُنیا میں خِرد کے مُدعی لاکھوں
مگر محرومِ ہے جو نُورِ قرآں سے وہ ناداں ہے

خُدا نے بھر دیا دریائے رحمت ایک کُوزہ میں
یہ وہ کُوزہ ہے جس سے شانِ اعجازی نمایاں ہے

وجیہِ بے نوا کو اے خدا سیرت میں کامل کر
کرم سے تیرے مومن ہے زباں پر نظمِ قرآں ہے



الٰہی ہم نے قرآں کو پڑھا ہے　　کلامِ پاک کو ہم نے سُنا ہے
تلاوت کا مزہ سب نے لیا ہے　　عبادت کا سماں سا بندھ گیا ہے
میسر ہیں ہمیں اتنے سہارے
لگی جاتی ہے اب کشتی کنارے

یہ مانا ہم نے ہم سب بے نوا ہیں　　مگر تیرے ہی بندے اے خدا ہیں
غنی ہے ذات تیری ہم گدا ہیں　　کرم فرما کہ ہم بے آسرا ہیں
ہمارا کام سب تیرے کرم پر
ہمارا آسرا جودِ اتم پر

علومِ ظاھری کی کان یاں پر　　فیوضِ باطنی کی شان یاں پر
حدیث و فقہ اور قرآن یاں پر　　غرض دینِ نبی کی جان یاں پر
شہِ احمد علیؒ کی ہے عنایت
یہ ہے شاہِ علیؒ کی اک کرامت

الٰہی واسطہ کُل انبیاء کا　　الٰہی واسطہ سب اولیاء کا
الٰہی واسطہ آلِ عبا کا　　شفیع المذنبیں نورِ خدا کا
ہمارا دامنِ اُمید بھر دے
ہمارے علم کی تکمیل کر دے

ہمارے بھائی دھوکے کھا رہے ہیں　　سمجھتے ہیں کہ آگے جا رہے ہیں
ترقی کا یہ گانا گا رہے ہیں　　بلندی سے یہ نیچے آ رہے ہیں
الٰہی ہم کو تو پیچھے ہٹا دے
محمد مصطفٰی سے جا ملا دے

نظمیں



چمن میں پھول کھلتے ہیں نظر مسرور ہوتی ہے
مہکتی ہے جو خوشبو چشم دل مخمور ہوتی ہے
ستاروں کی چمک سے تیرگی مستور ہوتی ہے
ضیا جب پھیلتی ہے سب زمیں معمور ہوتی ہے

جہانِ مادی کے ان کرشموں سے ہے حیرانی
مگر فانی ہیں یہ، باقی فقط ہے مُلکِ روحانی

کہیں روغن کے دریا حضرتِ انساں بہاتے ہیں
کہیں پر گیس کے شعلے فضا میں یہ اڑاتے ہیں
زمیں سے ان کے راکٹ جانبِ گردوں بھی جاتے ہیں
کبھی یہ چاند کی مٹی بھی اپنے ساتھ لاتے ہیں

مگر جب حال پوچھو ان سے رُوحِ نوعِ انساں کا
تو کہتے ہیں کھلونا ہے ہمارے طاقِ نسیاں کا

جڑوں کو کاٹتے ہیں شاخ پر بیٹھے یہ دیوانے
حقائق ان سے اوجھل ہیں سُناتے ہیں یہ افسانے
عروجِ مادیت کے نشہ میں ہیں یہ مستانے
نظر میں ان کی احمق ہیں خدائی دیں کے فرزانے

تجھے کیا ہو گیا اے ابنِ آدم کیوں ہوا غافل
خدا نے علم سے تجھ کو بنایا تھا بڑا عاقل

معاشِ دنیوی کی ہے ضرورت ابنِ آدم کو
تمدن کے تعلق کی ہے حاجت پورے عالم کو

ہر اک انسان چاہتا ہے انیس و یار و ہمدم کو
طلب کرتا ہے ہر بیمارِ غم زخموں کے مرہم کو

غرض اس مادّی دُنیا میں دُنیا چاہیے سب کو
ہمارا مُدّعا یہ ہے نہ بھولے آدمی رب کو

تجھے مخلوق ہو کر بھی نہ خالق کا خیال آیا
ترقی میں ہوا تو منہمک دیں پر زوال آیا
یہ ایسا انقلاب آیا کہ دُنیا پر وبال آیا
خدا کی شان رحمت گھٹ گئی جوشِ جلال آیا

علاج اس کا یہی ہے ہم بنیں تصویرِ قرآنی
اسی کے واسطے ہے درس گاہِ علمِ فرقانی

یہاں ہے درسِ قرآں اور درسِ علمِ پیغمبر
یہاں پر علمِ عقلی اور نقلی کا بھی ہے دفتر
یہاں پر حفظِ قرآں اور قرأت کا بھی ہے مصدر
یہاں علمِ شریعت اور طریقت کا بھی ہے مظہر

یہاں احمد علی کے علم و عرفاں کا ہے گہوارہ
یہاں شاہ علی کے فیض کا بہتا ہے فوّارہ

چمن احمد علی کا گلشن شاداب ہو جائے
یہاں کا گوشہ گوشہ مرکزِ آداب ہو جائے
یہاں کا طرزِ افکارِ دلی نایاب ہو جائے
یہاں کا درجہ درجہ مرجعِ طلّاب ہو جائے

وجیہہ بے نوا کو بھی ملے فیضانِ رُوحانی
کہ اس کے دل سے مٹ جائیں سبھی آفاتِ نفسانی



اب نیا دَور ہے ہر بات نئی بھاتی ہے
آج سائنس ہر اک چیز کو شرماتی ہے
ٹیپ ریکارڈ میں آواز سما جاتی ہے
چند لمحات میں لندن سے خبر آتی ہے

آدمی اڑتا ہے تا چاند چلا جاتا ہے
یہ تو سب کچھ ہے مگر دین مٹا جاتا ہے

صورتیں رنگ برنگ دکھتی ہیں بازاروں میں
نوجواں لڑکیاں اب پھرتی ہیں بازاروں میں
شوخیاں کرتی ہوئی ہنستی ہیں بازاروں میں
بے حجابانہ پھرا کرتی ہیں بازاروں میں

غیرتِ قوم نہیں غیرتِ مذہب معدوم
جس کا آغاز یہ ہو اس کا نتیجہ معلوم

ہائے مسلم کہ کوئی خود ہی بناتا ہے شراب
ہائے مومن کہ ترا شغل ہے اب خمر و کباب
جھوٹ سے مکر سے اور فحش سے پُر تیرا خطاب
تو نے بھولے سے طلب کی نہ کبھی راہِ صواب

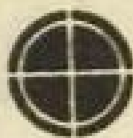
تو ہی خود سوچ لے تنہائی میں قسمت اپنی
دل کے آئینہ میں خود دیکھ لے صورت اپنی

سینما پر تو ہمیشہ ہی کیا تو نے کرم
کیا بڑھے بھول کے مسجد کی طرف تیرے قدم
تو نے دنیا کے لیے سب ہی سہے رنج و الم
کیا کبھی بھول کے یاد آئی رہِ مُلکِ عدم

خوابِ غفلت سے اُٹھو اور سنبھالو تقدیر
زندگی اپنی سنبھلنے کی نکالو تدبیر

مال مسلم کے لیے کم نہیں پھر بھی ہے ذلیل
قوم اونچی سے بھی اونچی ہے مگر خلق رذیل
سیرتِ قبیح کا مظہر ہے کہیں حسنِ جمیل؟
صورتِ بد سے بگڑتی ہے کہیں شانِ جلیل

اس مصیبت کا سبب ایک ہی شیطان خبیث
اے وجیہ اس کی دوا ایک ہی قرآن و حدیث



کسی کی ذات اونچی ہے کسی کی بات بھاری ہے
کسی پر دولت و ثروت کی مستی سخت طاری ہے
کوئی کامل ہے علمِ دنیوی میں دیں سے عاری ہے

ہماری خانقاہِ قادری میں فیض باری ہے
کہ درسِ علمِ دینی کی یہاں پر نہر جاری ہے

غریبوں کا یہ مرجع ہے فقیروں کا یہ ملجا ہے
یہاں پر حفظِ قرآں اور تفسیروں کا چرچا ہے
احادیثِ نبی کا درس یاں پر روز مرّا ہے

ہماری خانقاہِ قادری میں فیض باری ہے
کہ درسِ علمِ دینی کی یہاں پر نہر جاری ہے

یہاں پر ہو رہی ہے نورِ ایماں کی ضیا پاشی
یہاں پر نورِ اسلامی کی ہوتی ہے جلا کاری
ہمارا مقصدِ اعلیٰ خدا بینی، خدا دانی

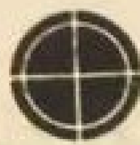
ہماری خانقاہِ قادری میں فیض باری ہے
کہ درسِ علمِ دینی کی یہاں پر نہر جاری ہے

ہمارا مدرسہ فرقانیہ ہے علم کا مخزن
ہمارا مدرسہ فرقانیہ ہے دین کا گلشن
ہمارا مدرسہ فرقانیہ اخلاق کا مسکن

ہماری خانقاہِ قادری میں فیض باری ہے
کہ درسِ علمِ دینی کی یہاں پر نہر جاری ہے

جنابِ غوثِ اعظمؒ، قطبِ عالم کا یہ گہوارہ
شہ احمد علی کے فیضِ علمی کا یہ فوارہ
وجیہہ بے نوا بھی ہے اسی میداں میں آوارہ

ہماری خانقاہِ قادری میں فیض باری ہے
کہ درسِ علمِ دینی کی یہاں پر نہر جاری ہے



جو چاہے کہے مجھ کو سارا زمانہ
نہ چھوٹے گا مجھ سے ترا آستانہ

نہ چھوٹا ہے ابتک نہ یہ چھٹ سکے گا
ترا سنگِ در ہی ہے میرا ٹھکانہ

زمانہ کو حیرت ہے اے طائرِ جاں
فلک تیرا گلشن زمیں آشیانہ

یہ دانا کی تنگی یہ ناداں کی وسعت
یہی تو ہے تقدیرِ ربِ غائبانہ

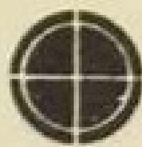
خطا اُن کے تیروں سے ہے غیر ممکن
مگر ہٹ گیا ہے جگہ سے نشانہ

اب آجائے موجِ کرم آبِ رحمت
ترا گھٹ نہ جائے گا پُردُر خزانہ

ہرا ہو گیا زخمِ دل یادِ گُل میں
قفس میں جو یاد آگیا آشیانہ

رُلاتا ہے مجنوں کو بُلبل کا نالہ
بتاتا ہے مجنوں یہ میرا ترانہ

وجیہِ زمانہ وہی بن سکے گا
جسے مل گئی بندگی عاجزانہ



دل ہے سریرِ جلوۂ ذاتِ قدیم کا
سینہ بھی اک نمونہ ہے عرشِ عظیم کا

دُوری میں بھی جو لاتی ہے اُس پیرہن کی بُو
ممنون کس قدر ہوں میں بادِ نسیم کا

جس دن سے جو د نام کا حل ہو گیا سوال
اشکال میں ہے عقدہ سوالِ نعیم کا

میٹھی نظر سے دیکھ لے پھر چاہے کچھ نہ دے
کافی ہے تجھ کو چہرہ خنداں کریم کا

امید ہے شفا کی خدا کے کرم سے آج
اب حال آخری ہے مریضِ قدیم کا

اب دیکھنا ہے قسمتِ پنہاں کا فیصلہ
سر ہے کسی فقیر کا در ہے رحیم کا

اب داخلی کعبۂ مقصود سہل ہے
گوشہ پکڑ لیا ہے کسی نے حطیم کا

کب تک سُنوں میں آپ کی یہ لن ترانیاں
لاؤں کہاں سے ظرف جنابِ کلیم کا

دیدار نازنیں کی امیدیں ہیں اے وجیہ
پردہ ہے میرے ہاتھ میں تابِ حریم کا

اہم اور لائق مطالعہ کتابیں

مسلکِ اربابِ حق: از: مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں قادریؒ۔
اسلامی عقائد اور تعلیمات پر اُردو میں پہلی مکمل اور شاندار کتاب۔

حدیثی اصول: از: مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں قادریؒ۔
اصولِ حدیث کے فن پر اساتذہ وطلبہ کے لیے ایک عمدہ کتاب۔

تفسیری اُصول: از: مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں قادریؒ۔
اصولِ تفسیر پر بہترین مضامین کا مجموعہ۔

فیوضاتِ وزیریہ: از: مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں قادریؒ۔
اسلامی تصوف کی حقیقی تعلیم پر بنیادی کتاب۔

جذباتِ وجیہ: از: مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں قادریؒ۔
پرکیف نعتیہ مجموعہ

حالاتِ مشائخ: از: مولوی سردار شاہ خاں وجیہی
سلسلۂ قادریہ، مجددیہ، جمالیہ احمدیہ کے صوفیہ کا ایک جامع تذکرہ۔

مسائلِ شریعت: (حصہ اول تا چہارم) از: مولوی سردار شاہ خاں وجیہی۔
نونہالوں کی تعلیم وتربیت کے لیے دینیات کا مکمل نصاب۔

النّاجی اردو شرح سراجی: از: مولانا سردار شاہ خاں وجیہی۔
عربی کی مشہور کتاب سراجی کی آسان اُردو شرح۔

قوامُ العقائد: مؤلفہ: محمد جمال قوام۔ مُترجم: پروفیسر نثار احمد فاروقی مرحوم
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے چشم دید حالات پر مشتمل تذکرہ

روضۃُ الاولیاء: مؤلفہ: آزاد بلگرامی مُترجم: پروفیسر نثار احمد فاروقی مرحُوم
خلد آباد، مہاراشٹر کے دس ممتاز اولیاء کے مستند حالات۔

یادِ وجیہ: از: ڈاکٹر محمد شعائر اللہ خاں وجیہی
مولانا وجیہ الدین احمد خاں قادری مجددی کی شخصیت اور کارناموں کا جائزہ۔

نظام رامپوری: از: ڈاکٹر محمد شعائر اللہ خاں وجیہی۔
مشہور صوفی شاعر نظام رامپوری کی حیات اور شاعری کا جائزہ۔

فتاویٰ ارشادیہ: مُرتبہ: مولوی عبد الغفار خاںؒ
مولانا ارشاد حسین مجددیؒ کے فتاویٰ کا مجموعہ اُردو ترجمہ کے ساتھ۔

رام پور کی مسجدیں: از: فرید الدین خاں۔

کلیاتِ صفدر رام پوری: مُرتبہ: مولوی مظاہر اللہ خاں صاحب۔

کلیاتِ وجیہ رام پوری: مُرتبہ: مولوی مظاہر اللہ خاں صاحب۔

غیاث الدین عزتؔ حیات اور علمی خدمات: مُرتبہ: ڈاکٹر محمد شعائر اللہ خاں وجیہی۔

سوانح خطیبِ اعظمؒ: مُؤلفہ: مولوی وجاہت اللہ خاں مرحُوم۔

مکتبہ وزیریہ انگوری باغ، رام پور (یوپی)